دے کر بھیجا، جس نے ۹۳ سے ۹۵ھ تک میں دیبل (کراچی) سے ملتان تک فتح کرلیا۔[فتوح البلدان ۱/ ۴۱۹]

۲۲۳ھ میں عباسی خلیفہ معتصم باللہ نے ایک مظلوم مسلمان خاتون کی پکار ''وا معتصماہ'' کی خبر پا کر رومی حکومت پر حملہ کیا اور ان کے مرکزی شہر عموریہ سے انقرہ تک فتح و کامرانی کے ذریعے امن وامان قائم کرلیا۔

۱۹۷۹-۱۹۸۹ء میں روس نے افغانستان پر حملہ کردیا تو غیرت مند افغانوں نے ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا پھریرا لہرا کر سپر پاور کو پاش پاش کر دیا۔ اس جنگ میں دنیا کی بڑی طاقتوں نے مظلوم افغانیوں کا ساتھ دیا۔

نہتے مجاہدین کے ہاتھوں سپر پاور روس کی عبرتناک شکست نے عالم انسانیت پر ''دین اسلام'' کی حقانیت ثابت کردی؛ جس پر غیر متعصب عقلمند لوگ علمی تحقیق کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ ''جہاد'' کی برکت سے دین اسلام کے فروغ کو دیکھ کر عالمی طاقتوں کو اسلام اور مجاہدین سے خطرہ محسوس ہوا۔ انہوں نے مختلف الزامات لگا کر ان پر مسلح حملے کیے، اغوا کر کے قید و بند میں رکھا۔ نادیدہ قوتوں نے ایک خطرناک سرد جنگ کے ذریعے دنیا بھر میں ''جہاد'' اور ''اسلام'' کو بدنام کرنے کے لیے مختلف تنظیموں کی بنیاد رکھی یا ان کی خفیہ سرپرستی کی۔ غرض ان سے اپنی منشا کے مطابق غلط اقدامات اٹھوائے۔ بدقسمتی سے ان خفیہ ہاتھوں کو ایسے کم فہم یا لالچی مسلمان میسر آئے، جو ان کے اشاروں پر ناچتے ہوئے بلاوجہ اپنے دینی بھائیوں کے خون سے ہولی کھیلنے سے بھی ہچکچاتے نہیں۔

کم فہم لوگوں کے ہاتھوں دین اسلام کی بدنامی نے نہ صرف اسلام دشمن ممالک میں بسنے والے مسلمانوں پہ عرصہ حیات تنگ کر دیا؛ بلکہ خود مسلمان ممالک کے اندر بھی دین کی علمبرداری جرم محسوس ہونے لگی۔ بعض مسلم ممالک شدید افراتفری میں مبتلا ہو گئے۔ ان بدترین حالات نے بہت سے مسلمان حکمرانوں کو نوشتۂ دیوار پڑھنے پر مجبور کیا کہ اگر آج تم متفق نہ ہوئے تو وہ دن دور نہیں جب: ''تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں''

سعودی عرب کے غیور حکمران شاہ سلمان نے ''بسم اللہ'' پڑھ کر ایمانی بصیرت کے ساتھ پہلا قدم اٹھایا، دوسرے مسلمان حکمرانوں نے اپنے اپنے دلوں کی آواز کو محسوس کر کے حمایت اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔ اس طرح عصر حاضر کی شدید ضرورتوں کے پیش نظر ایک ''اسلامی فوجی اتحاد'' تشکیل پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حکمرانوں کو استحکام و استقلال عطا فرما کر عصر حاضر کے چیلنجوں کے مقابلے میں فتح و کامرانی سے سرشار فرمائے۔ آمین

گوشہ صنف نازک

اسلام میں خواتین کا مقام

الشیخ یحییٰ سلیم ہائیر سیکنڈری سکول غواڑی

جب سے دنیا وجود میں آئی اور انسان کی تخلیق ہوئی، تب سے یہ نازک صنف اپنی حیثیت منواتی آئی ہے۔ تاریخ انسانیت میں ایسی نامور خواتین اس دنیا میں تشریف لا چکی ہیں، جنہوں نے اعلیٰ مقام و منزلت کے گہرے نقوش چھوڑے۔

ان میں سے ایک قابل ذکر ہستی حضرت آسیہ ؓ ہیں۔ آپؓ زمانے کے سب سے بڑے سرکش اور اللہ تعالیٰ کے نافرمان فرعون کی بیوی تھیں۔ جنہوں نے کڑے وقت اور مشکل گھڑی میں بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمان برداری کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہترین پرورش فرمائی۔ جو رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے شاندار نمونہ حیات ہے۔

عمران کی بیٹی حضرت مریمؑ کے بطن اطہر سے اولوالعزم پیغمبر حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے جنم لیا۔ انہیں بھی قرآن مجید کی زبانی اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ سے سرفراز فرمایا۔ قرآن مجید کی ایک سورت کا نام انہی کے اسم گرامی پر ''مریم'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عفت و عصمت، ایمان و توکل اور اعمال صالحہ کا عمدہ نمونہ قرار دیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رفیقہ حیات ہاجرہؓ نے ہر کٹھن امتحان میں اپنے خاوند کا بے مثال سمعًا و طاعةً ساتھ دیا۔ ہر آزمائش میں سرخرو ہوئی۔ ان کا مخلصانہ عمل اللہ رب العزت کو اتنا پسند آیا کہ قیامت تک ان کے ذاتی افعال کو بھی اسلامی عبادت کا درجہ عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل وعیال کو کئی بار آزمایا۔ ایک کٹھن آزمائش یہ تھی کہ انہیں فلسطین سے دور ایک بے آب و گیاہ سرزمین پر چھوڑ آنے کا حکم ہوا، جہاں کوئی وسیلہ حیات تھا نہ آبادی تھی۔ آہ! اکیلی ماں اور شیر خوار بچے کو خشک و بنجر وادی میں چپکے سے چھوڑ جانا کتنا دردناک کام تھا!! یہ کوئی غیر فطری مخلوق نہیں تھی، اولادِ آدم میں سے ایک صنف نازک ہی تھی۔ فرق یہ ہے کہ رب العالمین پر پکا سچا ایمان اور اس کے خلیل علیہ السلام پر مکمل اعتماد رکھتی تھیں۔ اسی ایمان و توکل نے اس کے قلب و ذہن کو عزم و حوصلہ، صبر و قرار اور وفا و ایثار کے سچے جذبات سے اتنا جرأت مند بنا دیا تھا، جس کی تاریخ انسانی میں مثال نہیں ملتی۔ زندگی کے کٹھن سے کٹھن مرحلے میں اس کے قدم ذرا بھی نہ ڈگمگائے۔ مکہ مکرمہ کو جو ارفع و اعلیٰ مقام ملا ہے یہ بھی ان ہی مقدس شخصیات کے اخلاص کا فیض ہے۔ صفا و مروہ کی سعی دراصل ان کا ذاتی اور

اضطرابی عمل تھا۔اس بے آب وگیاہ صحرا میں پیاس سے بلکتے معصوم بچے کی خاطر پانی کی تلاش میں بے ساختہ بھاگتی پھرتی اور ہاتھ اٹھا کر اپنے رب سے فریاد کرتی تھی۔زبان وحلق پیاس کی شدت سے خشک ہو چکے تھے۔لختِ جگر اسماعیل علیہ السلام بھوک وپیاس سے بے قرار ہوکر رو رہا تھا۔ماں کی ممتا پورے جوش میں تھی۔بچے کی زندگی بچانے کی بساط بھر کوشش میں کبھی اِس پہاڑی پر،کبھی اُس پہاڑی پر چڑھ رہی تھی۔اس طرح سات چکر پورے ہونے پر ارحم الراحمین کی رحمتِ بیکراں جوش میں آئی۔ننھے اسماعیل علیہ السلام کے پیروں تلے زمزم کا مبارک چشمہ پھوٹ نکلا۔رب ذوالجلال کوحضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا عظیم حوصلہ اور صبر کا مظاہرہ اتنا پسند آیا کہ صفاومروہ کی سعی کو حج اور عمرہ کا اہم رکن مقرر فرمایا۔آہ!بڑھاپے میں تڑپ تڑپ کر اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے حاصل کردہ اولاد کو ذبح کرنے کا حکم دینا کتنا صبر آزما امتحان تھا!!

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی پاکیزہ چہیتی رفیقہ حیات ہیں،جن کے علم وفقہ اور زہد وتقویٰ سے پوری امت فیض یاب ہو رہی ہے۔جس نے اپنے والدین اوران سے بڑھ کر اپنے شوہر ﷺ سے صداقت وامانت کا سبق سیکھا۔

آپ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا گیا تو رب العالمین نے عرش عظیم سے بیک وقت بیس آیات براءت میں نازل فرمائیں۔جن کے تقویٰ اور اعلیٰ کردار کی شہادت خود رب العالمین نے صریح الفاظ میں دی ہے۔امہات المؤمنین میں سب سے کمسن،لیکن عقل وفہم میں بہت بڑھ کر تھیں۔تابعی امام مسروق رحمہ اللہ جب بھی آپ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے تو فرطِ عقیدت سے کہتے تھے:حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيقَةُ بنتُ الصِّدِّيقِ، حَبِيبَةُ حَبِيبِ اللهِ،الْمُبَرَّأَةُ فِي كِتَابِ اللهِ" [گلشنِ رسالت کی مہکتی کلیاں: أبو عمار محمود مصری ص:۹۵]

آپ رضی اللہ عنہا بڑی غیرت مند خاتون تھیں اور اپنے محبوب ﷺ سے خوب محبت وعقیدت رکھتی تھیں۔اعلیٰ ذکاوت اور ذہانت کی مالک تھیں۔جب بھی ناخوشگوار حالت پیش آتی،موضوع بدل کر خوشگوار ماحول پیدا کرنے کا ملکہ رکھتی تھیں۔

اسلامی بہنوں کے لیے اس میں بہترین نمونہ ہے کہ جب بھی اپنے خاوند کی ناراضگی محسوس کرنے لگیں تو ایسا اندازِ گفتگو اپنائیں،جس سے اس کا دل خوش ہو اور اس کی ناراضگی کافور ہو۔ان پاکیزہ ومقدس ہستیوں کی سیرت اپنا کر آپ بھی اپنی گھریلو زندگی کوخوشگوار اور گھر کو ایسا جنت نظیر بنا سکتی ہیں،جس میں خوشیوں کے ترانے گونجنے لگیں۔

رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی کے آخری لمحات کا واقعہ بیان کرتی ہوئی مائی عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا سرمبارک میری گود میں تھا۔میرے بھائی کے ہاتھ میں مسواک دیکھ کر آپ نے اس طرف توجہ فرمائی تو مجھے احساس ہوا کہ آپ مسواک فرمانا چاہتے ہیں۔میں نے آپ ﷺ سے استفسار کیا تو اثبات میں جواب ملا۔میں نے بھائی سے مسواک

لے کر خود چبا کر نرم کر کے پیش کیا، جس سے آپ ﷺ نے اپنی محبوب سنت پوری فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کا ہاتھ لٹک گیا، نگاہیں آسمان کی طرف اٹھیں اور ارشاد فرمایا: ''اللّٰھمّ الرَّفِیق الأعلیٰ'' [متفق علیہ]

تاریخ اسلام میں بے شمار ہستیاں ہر دور میں آئی ہیں جنھوں نے زندگی میں اعلیٰ کردار، عفت وعصمت، ایمان ویقین، اعمالِ صالحہ اور عملی وزبانی دعوت وتبلیغ کے ذریعے دین اسلام کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔

اسلامی بہنوں کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ ان پاکباز وپاک سیرت ہستیوں کی زندگیوں سے سبق حاصل کر کے ان جیسے اخلاق حسنہ کی روشن مثالوں سے اپنے جسم وجان کو منور اور وجود کو مبارک بنانے کی پر خلوص اور سنجیدہ کوشش کریں۔ آپ کی حیات طیبہ کو دیکھ کر اور پیار بھری نصیحت کو سن کر کسی اور بہن کی اصلاح ہو جائے تو یہ آپ کے لیے موت کے بعد بھی جاری رہنے والا ثواب کا خزانہ ثابت ہوگا۔

بہنو اور بیٹیو! اس پر آشوب دور میں آپ کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ آج اگر حوا کی بیٹیاں درندہ صفت شیطانوں کے ہوس کی شکار بنتی ہیں، عالم انسانیت میں چہار سو عورت ذات زخم خوردہ ہے، عزتیں محفوظ نہیں، شرعی حقوق میسر نہیں، تو اس میں اپنے حصے کا ''قصور'' تلاش کر کے اس کی تلافی تو کر لیں۔

آج کل اکثر مسلمانوں نے قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے پاک وصاف چشموں سے سیراب ہونے پر جدید زمانے کے رائج علوم وفنون پر محنت کرنے کو ترجیح دی ہے۔ اسلام کے زرین اصولِ حیات کو چھوڑ کر مغربی طرزِ زندگی کو اپنانے لگے ہیں۔ حجابِ شرعی کو دقیانوسی لباس سمجھ کر ایسے فیشن ایبل ڈیزائن اختیار کرنے لگی ہیں، جن کے بارے میں معلم انسانیت ﷺ نے ''نساءٌ کاسیاتٌ عاریاتٌ......'' [مسلم] فرمایا ہے۔

پیاری بہنو! اس بیان کا مقصد عصری علوم کی مخالفت نہیں ہے، بلکہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ البتہ بقول شاعر:

ہم ایسی کل کتابوں کو قابل ضبطی سمجھتے ہیں　　　جنھیں پڑھ کر بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

ایسے نظام تعلیم سے متنفر ہوں اور متنفر کرنا چاہتا ہوں جو انسان کے اندر ''خود اعتمادی'' کے نام سے ''بے حیائی'' پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ خبردار! دینی ہدایت سے روگردانی کر کے صرف سرکاری تعلیم پر سارا زور صرف کریں، تو یاد رکھو اگر اسے مطلوبہ روزگار میسر آئے، تو ایسا آفیسر بننے نہ پائے جو اپنے محترم قبلہ والد صاحب کو دوستوں کے سامنے ''گھر کا نوکر'' کہہ کر تعارف کرے۔ ایسی دختر نہ بننے پائے جو اپنی ماں کی بیٹی ہونے پر شرم محسوس کرے۔

یہ عام طور پر ایسی بیٹی ہوتی ہے جس کے والدین روشن مستقبل کے خواب دیکھتے ہوئے دینی علوم سے اس کے نابلد